© rasailojaraid.com

قارئین — بنام — مُدیر

افکار و تاثرات

○ قرآن حکیم کا اُردو ترجمہ اور اخبارات / جناب عبدالحی ابرو
○ نظامِ تعلیم میں بنیادی تبدیلی کی ضرورت / ڈاکٹر محمد دین صاحب جان
○ علامہ افغانی رح کے علوم و معارف کے ضبط و اشاعت کا اہتمام / صاحبزادہ محمد داؤد

قرآن حکیم کا اردو ترجمہ اور اخبارات

پچھلے اور موجودہ شمارے (شمارہ ۴، ۵) میں قرآنی آیات کے ترجمہ کے سلسلہ میں دو مضامین میرے پیشِ نظر ہیں مجھے ان میں عجیب خلط مبحث محسوس ہوا۔ اخبارات و رسائل میں جو دعوتِ قرآن کی نشر و اشاعت کا تھوڑا بہت کام ہو رہا ہے صاحب مضمون اس کو بھی بند کرانا چاہتے ہیں، پتہ نہیں یہ دین کی کون سی خدمت ہے اور موصوف نے یہ نتیجہ نامعلوم کہاں سے اخذ کر لیا کہ "گویا یہ ترجمہ مستقل قرآن ہے"، جو لوگ دو تین آیات کا ترجمہ اپنے اخبار، رسالے وغیرہ میں متن دیئے بغیر درج کر دیتے ہیں اُن کا یہ مقصد قطعاً نہیں ہوتا کہ یہ قرآن ہے اور اس کا وہی درجہ ہے جو قرآن کے "نظم و معنیٰ" کا ہے۔ وہ تو ایک عام آدمی کو قرآنی آیات کا مفہوم بتانے کے لیے ایسا کرتے ہیں۔ سب کو معلوم ہے کہ ہم لوگ عجمی ہیں، عربی نہیں جانتے، اس لیے قرآنِ کریم کے معانی و مفاہیم میں غور و فکر نہیں کر سکتے اس لیے قرآن کی اس تاثیر سے محروم ہیں جو اس کے سمجھنے سے حاصل ہوتا ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رح نے شروع میں فارسی ترجمہ کی قراءت سے نماز کے جواز کا فتویٰ دیا تھا۔ صاحب نورالانوار شرح المنار کی مندرجہ ذیل عبارت کو سیاق و سباق میں رکھ کر اس پر براہِ کرم غور کیا جائے اور صاحبِ مضمون کے تشدّد کے بارے میں ٹھنڈے دل سے غور و فکر کیا جائے، مُلّاجیون رح فرماتے ہیں: "..... أولأنه إن اشتغل بالعربي ينتقل الذهن منه الى حسن البلاغة والبراعة ويلتذ بالاسجاع والفواصل ولم يخلص الحضور مع الله تعالىٰ، بل يكون هذا النظم حجاباً بينه وبين الله تعالىٰ، وكان ابوحنيفه رحمه الله تعالىٰ مستغرقاً فى بحر التوحيد والمشاهدة لا يلتفت إلا إلى الذات"..... اس سے مقصود یہ ثابت کرنا نہیں کہ امام صاحب رح صرف ترجمہ قرآن مجید پر اکتفاء کرنے کے قائل ہیں، بلکہ صرف اس طرف متوجہ کرنا ہے کہ قرآن کتابِ ہدایت ہے، لاریب اس کی تلاوت سے ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں ملتی ہیں مگر قرآنِ کریم سمجھنے کا ثواب بھی بہت زیادہ ہے۔ اس لیے اگر اخبارات و رسائل میں ایک دو آیتیں اصل قرآنی متن کے بغیر شائع کر دی جائیں تو انشاء اللہ اس میں کوئی حرج نہیں، خاص طور پر اس لیے بھی کہ خود بعض فقہائے حنفیہ ایک دو

© rasailojaraid.com